بسم اللہ الرحمن الرحیم

سوال وجواب: قیدیوں پر تشدد کا حکم

سوال:

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ معزز شیخ،

ملزم سے اعترافِ جرم کرانے کی غرض سے تشدد کے بارے میں کیا حکم ہے جب کسی ٹھوس ثبوت کے بغیر اس شخص کے ملوث ہونے میں شبہ پایا جائے؟ خصوصاً جب یہ معلوم ہو کہ تشدد سے کوئی بھی جرم تسلیم کرایا جاسکتا ہے۔ سوال کا دوسرا حصہ: کیا اعترافِ جرم کرانے کی خاطر ذہنی ادویات کا استعمال جائز ہے کیونکہ تشدد کے ذریعے ممکنہ موت بھی واقع ہو سکتی ہے؟

آپکا بھائی: جمعہ برو ولایہ سوریہ

جواب:

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

ملزم پر تشدد کرنا اسلام کی رو سے ایک سنگین جرم اور اسکا مرتکب سزا کا مستحق ہے اور تشدد کے ذریعے اعتراف کرانے کی کوئی قانونی حیثیت بھی نہیں ہے۔ مزید براں جرم ثابت ہونے کی صورت میں قاضی بھی تشدد کی سزا نہیں دے سکتا بلکہ صرف اسلام میں مذکورہ سزائیں ہی دی جاسکتی ہیں۔ مزید وضاحت کے لئے مندرجہ ذیل تفصیل ہے:

1 ہم نے دستور کی دفعہ نمبر 13 میں مفصلاً ذکر کیا ہے کہ: "بری الذمہ ہونا اصل ہے عدالتی حکم کے بغیر کسی شخص کو سزا نہیں دی جاسکتی، کسی بھی شخص پر کسی بھی قسم کا تشدد جائز نہیں، جو اس کا ارتکاب کرے گا اس کو سزا دی جائے گی۔" اس دفعہ کی تفصیل میں درج ذیل کا ذکر ہے:

مسلم نے وائل بن حجر سے روایت کیا ہے کہ

«جَاءَ رَجُلٌ مِنْ حَضْرَمَوْتَ وَرَجُلٌ مِنْ كِنْدَةَ إِلَى النَّبِيِّ r، فَقَالَ الْحَضْرَمِيُّ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ هَذَا قَدْ غَلَبَنِي عَلَى أَرْضٍ لِي كَانَتْ لأَبِي، فَقَالَ الْكِنْدِيُّ: هِيَ أَرْضِي فِي يَدِي أَزْرَعُهَا لَيْسَ لَهُ فِيهَا حَقٌّ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ r لِلْحَضْرَمِيِّ: أَلَكَ بَيِّنَةٌ؟ قَالَ: لاَ، قَالَ: فَلَكَ يَمِينُهُ، قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ الرَّجُلَ فَاجِرٌ لا يُبَالِي عَلَى مَا حَلَفَ عَلَيْهِ وَلَيْسَ يَتَوَرَّعُ مِنْ شَيْءٍ، فَقَالَ: لَيْسَ لَكَ مِنْهُ إِلاَّ ذَلِكَ»

"رسول اللہ کے پاس ایک شخص حضرموت سے اور ایک شخص کندہ سے آیا۔ حضرمی شخص نے کہا 'یا رسول اللہ! اس شخص نے میرے والد کی زمین پر قبضہ کر رکھا ہے، 'کندی شخص نے کہا: 'یہ میری زمین ہے، میرے قبضے میں ہے اور میں ہی اس میں کھیتی باڑی کرتا ہوں، اور اس شخص کے پاس کوئی ثبوت بھی نہیں۔' رسول اللہ نے حضرمی شخص سے پوچھا: 'کیا تمہارے پاس کوئی ثبوت ہے؟' وہ شخص بولا: 'نہیں' اس پر آپؐ نے کہا: 'پھر اسے حلف لینا ہوگا'، وہ شخص بولا: 'اللہ کے رسولؐ یہ شخص تو فاجر ہے، اسے قسم کی کوئی پرواہ نہیں اور کسی کا ڈر بھی نہیں۔' آپؐ نے فرمایا: 'تم اس قسم دینے کے علاوہ کچھ بھی نہیں کرسکتے'"

البیہقی نے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے کہ

«البينة على المدعي، واليمين على من أنكر»

"دعویٰ کرنے والے پر گواہ ہے اور انکار کرنے والے پر قسم ہے۔"

پہلی حدیث میں رسول اللہؐ نے دعویٰ کرنے والے کو گواہ کا پابند قرار دیا، اس کا مطلب ہے کہ جس شخص پر الزام عائد کیا جارہا ہے وہ بری ہے جب تک جرم ثابت نہیں ہوتا۔ دوسری حدیث میں رسول اللہؐ نے گواہی کے وجوب کی حقیقت کو بیان کیا کہ وہ مدعی پر ہے اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ مدعی علیہ اس وقت تک بری الذمہ ہے جب تک الزام ثابت نہ ہو۔

2 تاہم ملزم بری الذمہ ہے جب تک جرم ثابت نہ ہو جائے، لہٰذا اعترافِ جرم کی غرض سے کسی قسم کا بھی تشدد حرام ہوگا، اور اس کی صریح ممانعت پر مندرجہ ذیل دلائل ہیں:

i. اللہ تعالیٰ نے کسی مسلمان کو جسمانی ضرر پہنچانے سے منع فرمایا ہے اور اس کے مرتکب کے لئے سزا مقرر کی ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوا بُهْتَاناً وَإِثْماً مُبِيناً

"اور جو لوگ ایمان لانے والے مردوں اور عورتوں کو بغیر کچھ کئے ایذا پہنچاتے ہیں، انہوں نے بہتان اور کھلا گناہ اپنے سر لیا۔" (الاحزاب: 58)

ii. مسلم نے ہشام بن حزم سے روایت کیا ہے کہ وہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ کو یہ کہتے سنا ہے کہ:

«إِنَّ اللهَ يُعَذِّبُ الَّذِينَ يُعَذِّبُونَ فِي الدُّنْيَا»

"اللہ ان لوگوں کو سزا دے گا جو دنیا میں لوگوں پر تشدد کرتے ہیں"

iii. مسلم نے ابوہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا:

«صِنْفَانِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ لَمْ أَرَهُمَا، قَوْمٌ مَعَهُمْ سِيَاطٌ كَأَذْنَابِ الْبَقَرِ يَضْرِبُونَ بِهَا النَّاسَ.... »

"دو طرح کے جہنمی لوگ میں نے ابھی تک نہیں دیکھے: ایسے لوگ جو دوسروں پر کوڑے (گائے کی دم جیسے) برسائیں۔۔۔"

3 مزید براں جبراً اعترافِ جرم کی کوئی قانونی حیثیت بھی نہیں کیونکہ یہ بیان اختیار سے نہیں لیا گیا۔

i. ابنِ ماجہ نے اپنی سنن میں ابوذر غفاری سے روایت کیا ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہؐ نے فرمایا:
«إِنَّ اللَّهَ قَدْ تَجَاوَزَ عَنْ أُمَّتِي الْخَطَأَ، وَالنِّسْيَانَ، وَمَا اسْتُكْرِهُوا عَلَيْهِ»
"بیشک اللہ تعالیٰ نے میری امت کو خطا، بھول، اور مجبوری میں کئے گئے اعمال پر معاف فرمادیا ہے۔" پس کسی سے جبراً کچھ کرگزرنے کی کوئی سزا نہیں ہے۔

ii. الحاکم نے المستدرک میں دو آئمہ (مسلم اور بخاری) کی مسند میں ابنِ عباسؓ سے روایت کیا ہے، وہ فرماتے ہیں: رسول اللہؐ نے فرمایا:
«تَجَاوَزَ اللَّهُ عَنْ أُمَّتِي الْخَطَأَ، وَالنِّسْيَانَ، وَمَا اسْتُكْرِهُوا عَلَيْهِ»
"اللہ تعالیٰ نے میری امت کو خطا، بھول، اور مجبوری میں کئے گئے اعمال پر معاف فرمادیا ہے۔"

4 اس پر مزید یہ کہ اگر جرم مستند قاضی کے سامنے شرعی شواہد کی بنیاد پر صحیح طور پر ثابت بھی ہو جائے تب بھی صرف شرعی مقرر کردہ سزائیں ہی دی جاسکتی ہیں نہ کہ ایسی سزا جس کو شریعت نے منع قرار دیا ہو۔ مثلاً: ایسی سزا دینا جائز نہیں جو اللہ تعالیٰ نے آخرت میں دینی ہو، اس کی دلیل بخاری کی حدیث ہے جو ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا:
«وَإِنَّ النَّارَ لا يُعَذِّبُ بِهَا إِلاَّ اللَّهُ»
"اور بیشک آگ کا عذاب صرف اللہ ہی دے سکتا ہے۔"

تاہم اگر ملزم پر مستند قاضی کے روبرو جرم ثابت ہو بھی جائے، تب بھی وہ آگ یا اس جیسی کوئی سزا جاری نہیں کرسکتا جیسے بجلی وغیرہ، اور نہ ہی ایسی سزا جو اللہ تعالیٰ نے آخرت کے لئے رکھی ہو۔ لہٰذا کسی کو آگ میں جلانا، ناخن نکالنا، بھویں نکالنا، بجلی کا کرنٹ دینا، پانی میں ڈبونا، ٹھنڈا پانی ڈالنا، بھوکا رکھنا، سردی میں حفاظتی بندوبست نہ کرنا، اس طرح کوئی اور سزا دینا حرام ہے۔ بلکہ صرف وہ سزائیں دی جاسکتی ہیں جو شریعت نے مقرر کردی ہیں ان کے علاوہ حکمران کے لیے کوئی اور سزا دینا منع ہے۔
لہٰذا تشدد کرنا بالکل جائز نہیں اور جو کوئی اس کا ارتکاب کرے گا یہ شریعت کے منافی ہے اور ثابت ہونے پر سزا کا حقدار ٹھہرے گا۔

آپکا بھائی،
عطاء بن خليل أبو الرشتة
27صفر 1438هـ
27/11/2016م